ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

کچھ مالک رام کے بارے میں

خالد احمد، گورنمنٹ کالج (لاہور) کی قابلِ فخر تخلیق ہیں۔ بہت کثیر المطالعہ، بہت واضح نقطہ نظر کے حامل، اردو اور انگریزی دونوں زبانوں کے عالم اور ادبیاتِ عالم کے شناور، قابلِ رشک انگریزی لکھنے پر قادر، اور بے آمیزش لفظ انگریزی، خالص اردو میں گفتگو کے ماہر۔ میں ان کی تحریر اور تقریر دونوں کا بہ دل قائل اور گھائل ہوں۔

خالد احمد صاحب نے میری دو تالیفات ''غالب پیمائی'' اور ''تحقیق نامۂ غالب'' پر ''دی فرائی ڈے ٹائمز'' لاہور (۱۴۔۲۰ اگست ۱۹۹۸ء) میں اظہارِ خیال کیا۔ میری بدنصیبی کہ میں اسے وقت پر نہ دیکھ۔ پھر ایک روز اکنامکس کے ممتاز اور معروف اسکالر اور میرے بے حد عزیز اور قدر دان دوست پروفیسر حامد یامین ڈار بہت ایکسائیٹڈ میرے پاس آئے اور مجھے خالد احمد صاحب کے تبصرے کے بارے میں نہ صرف مطلع کیا بلکہ ''فرائی ڈے ٹائمز'' کا محولہ شمارہ فراہم کر کے نہال کیا۔

ممکن ہے اسے مبالغہ خیال کیا جائے لیکن واقعہ یہ ہے کہ مجھے اپنی ان دو کتابوں کے چھپنے پر اتنی خوشی نہ ہوئی ہوگی، جس قدر مسرت اور افتخار کی بات میرے لیے یہ ہوئی کہ ان کتابوں پر خالد احمد صاحب نے کچھ لکھا! ڈاکٹر سلیم اختر نے یہ تبصرہ / کالم دیکھا تو مجھے کہا کہ ''آپ شائد خود اپنے بارے میں اتنا اچھا نہ لکھ سکتے''۔ میں نے کہا کہ ''میں لکھ سکتا تھا بشرطیکہ خود اپنے بارے میں اتنی اچھی رائے بھی رکھتا!''

خالد صاحب نے "Dr Moin Ur Rehman: a scholar for our times" کے تحت جو کچھ لکھا، اسے میں ان کی محبت اور فراخ دلی پر محمول کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنی نگارش کے آخر میں ایک سوال اٹھایا ہے جس کا جواب تلاش کرنے کا میں اپنے آپ کو پابند پاتا ہوں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ:

"........ I can pick out one detail as a test case. Dr Moin writes that Malik Ram worked in the Indian Ministry of External Affairs. Russian scholar Prigarina writes in her book on Ghalib that Malik Ram was in fact a lowly employeeof the Commerce Ministry. Who is right ?"

[The Friday Times, Lahore, August 14-20, 1998 p.12]

اس ضمن میں روسی اسکالر ڈاکٹر نتالیا پری گارینا کے لفظ یہ ہیں:[1]

''.......... سنہ ۱۹۵۰ء کے دہے (۱۹۵۰ء۔ ۱۹۵۹ء) میں مالک رام ہندوستان کی مرکزی حکومت کے ایک محکمۂ تجارت میں معمولی عہدیدار تھے۔ ان کے افسر اعلیٰ سید نقی بلگرامی نے اپنے اس نوجوان [2] ماتحت پر، جس کا اوڑھنا بچھونا کلام غالب تھا، اپنی خاص توجہ مبذول کی۔ ایک دفعہ کسی کام سے حیدرآباد روانہ ہوئے۔ نقی بلگرامی نے اپنے ماتحت عہدیدار سے دریافت کیا کہ وہ حیدرآباد سے ان کے لیے کیا لائیں تو مالک رام نے ان سے درخواست کی کہ وہ وہاں کے قدیم باشندوں سے وہاں کے کتب خانوں میں محفوظ غالب

۱۔ روسی سے ترجمہ، از: محمد اسامہ فاروقی، دانیال کراچی، اپریل ۱۹۹۸ء، ص۔ ۱۵۷

۲۔ مالک رام، دسمبر ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے (ارمغان مالک، پہلی جلد، مرتبہ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، دہلی ۱۹۷۱ء ص۔ ۲۶) ۵۸_۱۹۵۶ء میں جب وہ دہلی میں سید نقی بلگرامی کے رفیق کار تھے، ان کی عمر پچاس برس سے متجاوز تھی۔ اس عمر کے شخص کو ڈاکٹر پری گارنا نے ''نوجوان' بتایا ہے۔ پری گارنا مئی ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئیں خود ان کے اپنے پیمانۂ عمر کے مطابق ان کا شمار گویا ابھی تو میں 'جواں'' ہوں کے زمرے میں ہونا چاہیے۔

کے قلمی نسخوں [1] کے بارے میں ذرا پوچھ گچھ کریں..........''

[مرزا غالب، دانیال، کراچی اپریل ۱۹۹۸ء ص۔۱۵۷]

ڈاکٹر پری گارینا کا یہ بیان، مالک رام کی جس تحریر سے ماخوذ ہے، مجھے اس کی تلاش میں کامیابی ہوئی۔ مالک رام نے ''گل رعنا'' (غالب) کے دیباچے میں لکھا ہے کہ:

''.......... میں اپنی سرکاری ملازمت کے دوران میں چندے (۱۹۵۶ء۔۱۹۵۸ء) مرکزی حکومت کے شعبۂ تجارے درآمد و برآمد میں رہا ہوں۔ یہاں میرے افسر اعلیٰ جناب سید تقی بلگرامی تھے۔ ہم دیر تک ایک دوسرے سے نا آشنا رہے۔ میں ہمیشہ سے عزلت گزیں ...... رہا ہوں، اس لیے میری طرف سے پہل کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ بارے خود انہوں نے مجھے ڈھونڈ نکالا اور اس کے بعد جس جس لطف و نوازش سے وہ پیش آئے ہیں اس کا اب کیا ذکر کروں ....''

(گل رعنا، ص۔۱۱)

پری گارینا سے یہ توقع کرنا کہ وہ غالب پر ایک اچھی کتاب کی خالق ہیں تو وہ اپنے ہم موضوع مالک رام کے شرح احوال سے بھی واقف ہوں، مناسب نہیں، لیکن واقعہ

۱۔ پری گارنا کو ملک رام کی عبارت کو سمجھنے میں مغالطہ ہوا ہے۔ مالک رام نے حیدر آباد کے کتب خانوں میں محفوظ، غالب کے قلمی نسخوں کی پوچھ گچھ کی فرمائش نہیں کی تھی، سید تقی بلگرامی سے انہوں نے یہ درخواست کی تھی کہ وہاں کے قدیم علمی خاندانوں میں وہ دیوان غالب طبع اول (۱۸۴۱ء) کو تلاش کرنے کی کوئی صورت پیدا کریں۔ مالک رام کے اصل لفظ یہ ہیں: ''.......... یہ ۱۹۵۷ء (کے اواخر) کی بات ہے، ایک دن (سید تقی بلگرامی) نے فرمایا کہ میں کل حیدر آباد جانے والا ہوں، وہاں کوئی کام ہو تو بتایئے.......... میں نے گزارش کی کہ حیدر آباد کے قدیم علمی خاندانوں میں ممکن ہے کسی جگہ (دیوان غالب، اردو) طبع اول کا نسخہ موجود ہو، اگر ہو سکے تو اسے کہیں سے پیدا کیجیے، انہوں نے تلاش کا وعدہ فرمایا۔''

گل رعنا، مرتبہ مالک رام، دلی ۱۹۷۰ء ص۔۱۱۔۱۲)

یہ ہے کہ ایک مختلف لسانی تہذیبی اکائی کا فرد ہونے کے باعث ، مالک رام کے مشرقی ایشیائی مزاج اور اسلوب کی تفہیم سے وہ کسی قدر ضرور قاصر رہیں ۔ انہوں نے مالک رام کے احتراماً، شعبہ تجارے کے سید نقی بلگرامی کو اپنا ''افسر اعلیٰ'' لکھنے سے، یہ نتیجہ از خود نکال لیا کہ مالک رام محکمۂ تجارت کے ایک ''کم عمر'' اور ''معمولی (ادنیٰ) عہدیدار'' تھے !، جو قرین حقیقت نہیں ۔

حقیقت یہ ہے کہ مالک رام اس زمانے (۱۹۵۷ء) میں اکاوّن برس کے ہو چکے تھے اور سید نقی بلگرامی [1] کے ساتھ ایک ذمہ دارانہ منصب پر فائز تھے ۔ وہ سید نقی بلگرامی سے کم عمر تو ہوں گے ، بایں ہمہ انہیں ''نوجوان ماتحت'' کہنا نا قابلِ فہم ہے، یہاں اس امکان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے کہ روسی زبان سے اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے کوئی کور کسر نہ رہ گئی ہو ۔

مالک رام نے ۱۹۳۰ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے تاریخ کے مضمون میں ایم ۔ اے کیا، ۱۹۳۲ء میں ایل ایل بی ہوئے ۔ ۱۹۳۹ء میں ابتداً ان کا حکومت ہند کے محکمۂ تجارت ہی میں تقرر ہوا اور وہ اسکندریہ (مصر) کے انڈین گورنمنٹ ٹریڈ کمشنر کے دفتر میں خدمت پر مامور ہوئے ۔ لیکن آزادیٔ ہند (۱۹۴۷ء) کے بعد جب ''انڈین فارن سروس'' کی تشکیل ہوئی تو یہ بھی اس میں لے لیے گئے ۔ اس زمانے میں وہ مصر میں تھے ۔

''مرزا غالب'' نامی کتاب کی مصنفہ روسی اسکالر ڈاکٹر نتالیا پری گارنیا کا یہ کہنا

۱۔ سید نقی بلگرامی، نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کے پوتے اور نواب مہدی یار جنگ کے بیٹے تھے۔ نواب عماد الملک کے دادا خان بہادر سید کرم حسین بلگرامی غالب کے مہربان اور قدردان تھے اور اپنے علم و فضل اور دینوی وجاہت کے باعث کلکتے کے عمائد میں شمار ہوتے تھے ۔ انہیں عربی اور فارسی میں عالمانہ دستگاہ حاصل تھی ۔ جس زمانے میں غالب کلکتے گئے ، یہ وہاں شاہ اودھ کی طرف سے گورنر جنرل کے دربار میں سفیر تھے ۔ دیوان غالب میں شامل چکنی ڈلی والا قطعہ غالب نے سید کرم حسین صاحب ہی کی فرمائش پر فی البدیہہ کہا تھا ۔ ان حوالوں سے مالک رام سید نقی بلگرامی کو بہت محترم رکھتے تھے ۔ دیکھیے مقدمہ گل رعنا، ص ۔۱۳۔ ۱۹

اور لکھنا صحیح نہیں کہ:

''سنہ ۱۹۵۰ء کے دہے میں مالک رام ہندوستان کی مرکزی حکومت کے ایک محکمۂ تجارت میں معمولی سے عہدیدار تھے۔''

(اردو ترجمہ کتاب مذکورہ، ص۔ ۱۵۷)

۱۹۵۰۔۵۱ء میں مالک رام سفارت خانۂ ہند بغداد (عراق) میں شعبۂ تجارت کے سیکریٹری کی حیثیت سے متعین ہوئے۔ ۱۹۵۲۔۱۹۵۴ء میں وہ فارن سروس کے سینیر اہل کار کے طور پر اسکندریہ (مصر) میں انڈین گورنمنٹ کے ٹریڈ کمشنر رہے۔ ۱۹۵۵۔۱۹۵۷ء میں تبادلے کے بعد دلی پہنچے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب انہیں دلی میں سید نقی بلگرامی کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ ۱۹۵۸۔۱۹۶۰ء میں مالک رام سفارت ہند کے تجارتی شعبے کے ڈپٹی ڈائریکٹر / انچارج کی حیثیت سے قاہرہ (مصر) بھیجے گئے۔ ۱۹۶۰۔ ۱۹۶۴ء میں وہ سفارت خانۂ ہند، برسلز (بیلجیم) کے سیکریٹری رہے۔ سرکاری ملازمت کا آخری زمانہ (۱۹۶۴ء۔۱۹۶۵ء)، انہوں نے دہلی میں گزارا جہاں وہ وزارت خارجہ حکومت ہند سے متعلق رہے۔

تعلیمی اسناد اور ملازمت کے سرکاری ریکارڈ میں مالک رام کی تاریخ ولادت ۸ مارچ ۱۹۰۷ء درج ہے لیکن یہ صحیح نہیں، بعد کو تحقیق سے معلوم ہوا کہ ٹھیک تاریخ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء ہے۔ سرکاری ریکارڈ کے مطابق انہیں بہ عمر ۵۸ برس مارچ ۱۹۶۵ء میں سبکدوش ہو جانا چاہیے تھا لیکن اس وقت وہ ایک خاص رپورٹ تیار کر رہے تھے اس کی تکمیل میں مزید چھ ہفتے لگ گئے، اس لیے گو وہ مارچ ۱۹۶۵ء میں سرکاری طور پر حکومت ہند کی فارن سروس سے ریٹائر ہو گئے لیکن ۲۵ اپریل ۱۹۶۵ء تک آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی کے طور پر برسر کار رہے۔

ماخذ:

۱۔ گلِ رعنا (غالب)، مرتبہ: مالک رام، علمی مجلس، دلّی ۱۹۳۰ء۔

۲۔ ارمغانِ مالک (۱)، مرتبہ: ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، مجلسِ ارمغانِ مالک، نئی دلّی ۱۹۷۱ء۔

۳۔ Malik Ram Felicitation volume,Editor: S.A.J.Zaidi. Malik Ram Felicitation Committee, New Delhi, 1972.

۴۔ مالک رام۔ایک مطالعہ، مرتبہ: سید علی جواد زیدی، مکتبہ جامعہ نئی دہلی، ۱۹۸۶ء۔

۵۔ مالک نامہ، مرتبہ: کرنل بشیر حسین زیدی، جشن مالک رام کمیٹی، دہلی ۱۹۸۷ء۔

۶۔ تذکرۂ ماہ وسال، مالک رام، مکتبہ جامعہ نئی دہلی ۱۹۹۱ء۔

۷۔ مرزا غالب، ڈاکٹر نتالیا پری گارنیا، مترجم: محمد اسامہ فاروقی، دانیال، کراچی ۱۹۹۸ء۔